غزل

از جناب عرشی بلرامپوری

کیا بتاؤں کیا مرے ساقی کے میخانے میں ہے
میکدے کا میکدہ جب میرے پیمانے میں ہے

لے لیا اک نام تیرا دونوں عالم چھوڑ کر
تیری شانِ بے نیازی تیرے دیوانے میں ہے

یہ الگ ہوتے ہیں کیوں یہ جھگڑے رات دن
تو ہی جب کعبے میں ہو اور تو ہی بتخانے میں ہے

دل میں پیرِ میکدہ سے رکھنے والے اختلاف
دیکھ تو یہ کون دریا بار میخانے میں ہے

خاک اڑاتی آ رہی ہے رحمتِ پروردگار
غرقِ خونِ بیگنہ کوئی تو ویرانے میں ہے

اللہ اللہ سرخیٔ روداد مقتولِ جفا
جو برنگِ مختلف عالم کے افسانے میں ہے

جگمگا اٹھتے ہیں جس کی چھوٹ سے دیر و حرم
اے بحمد اللہ وہ ضو دل کے کاشانے میں ہے

واقفِ رازِ حقیقت سنئے تو کیا کہہ گیا
دار پر منصور ہے یا شمع پروانے میں ہے

اے معاذ اللہ عرشی انقلابِ زندگی
نام کو بھی اب وفا اپنے نہ بیگانے میں ہے